چہرے کا پردہ

واجب' مستحب یا بدعت؟ (۲)

تحریر: حافظ محمد زبیر

ماہنامہ حکمت قرآن کے گزشتہ شمارے میں ماہنامہ ''اشراق'' بابت اگست ۲۰۰۵ء کے مضمون ''چہرے کا پردہ'' کے جواب میں سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۹ کی روشنی میں پینتیس (۳۵) متقدمین ومتاخرین مفسرین کی آراء پیش کی گئی تھیں جنہوں نے مذکورہ بالا آیۂ مبارکہ میں ''جلباب مع الادناء'' سے ''چہرے کا پردہ'' مراد لیا ہے۔ ذیل میں سورۃ النور کی آیت ۳۱ کی روشنی میں کچھ معروضات پیش کی جارہی ہیں۔

دلیل ثانی:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾﴾ (النور)

''اور (اے نبیؐ!) کہہ دیں مؤمن عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں' اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے کہ جو خود بخود ظاہر ہو جائے' اور اپنی چادروں کے پلو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ اور اپنی

زینت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپوں کے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (میل جول کی) عورتوں کے یا اپنے لونڈی غلام کے یا اُن زیردست مردوں کے جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں یا اُن بچوں کے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں۔ اور وہ اپنے پاؤں (زمین پر) مار کر نہ چلیں کہ جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اور تم سب مل کر اللہ کے ہاں توبہ کرو اے اہل ایمان! شاید کہ تم فلاح پا جاؤ۔''

یہ آیۂ مبارکہ چہرے کے پردے کے وجوب پر درج ذیل اعتبارات سے دلالت کر رہی ہے:

۱) قرآن میں زینت کا مفہوم

قرآن میں زینت کا لفظ مادی چیزوں یعنی کپڑے اور بناؤ سنگھار کی اشیاء کے لیے استعمال ہوا ہے نہ کہ عورت کے اعضاء (چہرہ وغیرہ) کے لیے' اگرچہ چہرے کی زیب و زینت کے لیے استعمال ہونے والی اشیاء اور زیورات بھی زینت کے مفہوم میں شامل ہیں' جیسا کہ درج ذیل آیات سے واضح ہو رہا ہے:

۱) ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ ......﴾ (الاعراف:۳۱)

۲) ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ ......﴾ (الاعراف:۳۲)

۳) ﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا ......﴾ (الکھف:۷)

۴) ﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا﴾ (القصص:۶۰)

۵) ﴿اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۝۶﴾ (الصّٰفّٰت)

۶) ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً﴾ (النحل:۸)

۷) ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ﴾ (القصص:۷۹)

۸) ﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (الکھف:۴۶)

۹) ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ ......﴾ (الحدید:۲۰)

۱۰) ﴿قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ ......﴾ (طٰہٰ:۵۹)

۱۱) ﴿وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ ......﴾ (طٰہٰ:۸۷)

اصولِ تفسیر کا یہ قاعدہ ہے کہ اگر ایک لفظ کسی ایک معنی میں قرآن میں کثرت سے

استعمال ہوا ہو تو جہاں بھی اس لفظ کے معنی کے بارے میں اختلاف ہوگا تو اس لفظ کا وہی معنی مراد لیا جائے گا جس معنی میں وہ لفظ قرآن میں اکثر طور پر استعمال ہوا ہے۔ علامہ شنقیطی تفسیر القرآن بالقرآن کے اس قاعدے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و ان من انواع البیان التی تضمنھا ان یکون الغالب فی القرآن ارادۃ معنی معین فی اللفظ مع تکرر ذلک اللفظ فی القرآن فکون ذلک المعنی ھو المرادمن اللفظ فی الغالب یدل علی انہ ھو المراد فی محل النزاع لدلا لۃ غلبۃ ارادتہ فی القرآن بذلک اللفظ (۲۰)

''اور انواع البیان میں سے یہ بھی ہے کہ اگر قرآن میں ایک لفظ کا کثرت سے ایک معین معنی مراد لیا گیا ہو جبکہ یہ لفظ قرآن میں کئی بار آیا ہو تو قرآن میں اس لفظ سے اس معین معنی کا کثرت سے مراد ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جہاں بھی اس لفظ کے معنی کے بارے میں اختلاف ہوگا وہاں یہی غالب معنی مراد ہوگا۔''

چونکہ قرآن میں اکثر طور پر زینت کا لفظ کپڑوں یا بناؤ سنگھار کی مادی چیزوں کے لیے استعمال ہوا ہے' لہٰذا ﴿وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ﴾ میں اختلاف کی صورت میں زینت سے مراد وہ ظاہری اشیاء ہیں جن کو عورت اپنی زینت کے طور پر استعمال کرتی ہے نہ کہ عورت کے اعضاء۔ پس جب ثابت ہوا کہ چہرہ زینت کے مفہوم میں شامل نہیں ہے تو اس کا استثناء ﴿اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ سے کیسے درست ہوگا؟

۲) مقاصد شریعہ اور چہرے کا پردہ

اس آیۂ مبارکہ (النور:۳۱) میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مؤمن عورتوں کو شرم گاہ کی حفاظت کا حکم دیا ہے جس کا مقصد نسل ونسب انسانی کی حفاظت ہے۔ نسل انسانی کی حفاظت ضروریات کی قبیل سے ہے جس کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے '' وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ '' میں حفظِ فروج کا حکم دیا جبکہ اس حکم کی تکمیل کے لیے '' وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ '' میں عورت کو اپنے چہرے کی زینت کے لیے استعمال ہونے والی اشیاء کے چھپانے کا حکم دیا جس کا لازمی تقاضا چہرے کو چھپانا بھی ہے۔ چونکہ زنا کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب چہرے کا کھلا رکھنا بھی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے زنا سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اسباب اور ذرائع سے بھی منع کر دیا۔ ایسے احکامات کو اصولیین کی اصطلاح میں مکملاتِ مصالحِ شریعت کہتے ہیں۔ اصولیین نے مقاصد شریعہ کی بحث کرتے وقت ضروریات' حاجیات اور تحسینیات کے

ساتھ ساتھ ان کے مکملات کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ مکملات کی تعریف کرتے ہوئے امام شاطبی لکھتے ہیں:

شرع الله تعالى احكاما اخرى لتكميل انواع المقاصد السابقة من ضروريات و حاجيات و تحسينيات' كالتتمة و التكملة لها(٥١)

''اللہ تعالیٰ نے سابقہ مقاصد شریعہ ضروریات' حاجیات اور تحسینیات کی تکمیل کے کچھ اور احکامات جاری کیے ہیں جو کہ ان مقاصد کے تتمے اور تکملے کا درجہ رکھتے ہیں''۔

لہٰذا حفظِ فروج کے حکمِ ضروری کی تکمیل کے لیے اس آیۂ مبارکہ کے الفاظ '' **وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ** '' میں عورت کے چہرے کو کھلا رکھنے سے منع فرمایا۔ عورت کا چہرہ زنا کا داعیہ ہے۔ اس کی دلیل اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے:

عن عبد الله بن عباس قال كان الفضل رديف النبي ﷺ فجاء ت امرأة من خثعم ' فجعل الفضل ينظر اليها و تنظر اليه' فجعل النبي ﷺ يصرف وجه الفضل الى الشق الآخر (٥٢)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان کے بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھے تھے تو خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی۔ فضل بن عباسؓ اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ اُن کی طرف دیکھنے لگی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فضل بن عباسؓ کا چہرہ پکڑ کر اس کا رُخ دوسری طرف پھیر دیا''۔

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عورت کا چہرہ فتنے کا محل ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیدا ہونے والے فتنے کا فوری سدّ باب کیا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس عورت کو چہرے کے پردے کا حکم کیوں نہ دیا' تو اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہ عورت حالت احرام میں تھی اور حالت احرام میں اس کے لیے اپنے چہرے کو کھلا رکھنا مشروع تھا۔

۳) دلالت اَوْلیٰ کے طریق سے

آیت کا حصہ '' **وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ** '' کی دلالت اَوْلیٰ سے چہرے کا پردہ ثابت ہوتا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کے اس حصے میں مؤمن عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے سینوں کو خوب اچھی طرح ڈھانپیں اور اپنی قمیصوں پر ایک اضافی چادر ڈال لیا

کریں تا کہ ان کی گردن اور سینے کے ابھار وغیرہ ظاہر نہ ہوں' اور اس طرح فتنے کے ادنیٰ سے اندیشے کو بھی ختم کیا جاسکے۔ چونکہ چہرے کو کھلا رکھنے میں سینوں پر بُکل نہ مارنے کی نسبت فتنے کا زیادہ اندیشہ ہے اس لیے چہرے کو ڈھانپنے کا حکم اس نص سے بطریق اَولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ ''وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ'' میں بظاہر تو والدین کو اُف کہنے سے منع کیا گیا ہے لیکن دلالت اَولیٰ کے طریق سے والدین کو برا بھلا کہنا' گالیاں دینا اور مارنا بھی اسی نص کے تحت منع ہے۔ حضرت عائشہ ؓ اس آیۂ مبارکہ کے نزول کے بارے میں بیان فرماتی ہیں:

یرحم الله نساء المهاجرات الأول۔ لما انزل الله ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شققن مروطهن فاختمرن بها (٥٣)

''اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے! جب اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ نازل فرمائی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیا۔''

اس بارے میں حافظ ابن حجر کا قول ہے:

فاختمرن ای غطین وجوههن (٥٤)

''فاختمرن'' سے مراد ہے انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔''

۴) فعل لازم کا استعمال

﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ میں مطلقاً زینت کے اظہار سے منع کیا گیا ہے اور ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (سوائے اس کے جو اِس زینت میں سے خود بخود ظاہر ہو جائے) میں فعل لازم استعمال ہوا ہے جس سے مراد ایسی زینت ہے کہ جس کا چھپانا ممکن نہ ہو' جیسے کپڑے' گاؤن یا برقعے وغیرہ کی زینت۔ البتہ اگر نص میں فعل متعدی کے ساتھ ''اِلَّا مَا اَظْهَرْنَ مِنْهَا'' (سوائے اس کے جو وہ اس زینت میں سے ظاہر کریں) کے الفاظ ہوتے تو ایسی صورت میں چہرے کو مستثنیٰ سمجھا جاسکتا تھا' کیونکہ چہرے کی زینت ظاہر کی جاتی ہے نہ کہ خود بخود ظاہر ہوتی ہے۔

۵) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تفسیر

۱) ابن جریر طبری نے ''جامع البیان'' میں ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کا یہ قول نقل کیا ہے:

حدثنی یونس‘قال اخبرنا ابن وھب‘ قال اخبرنی الثوری‘ عن ابی اسحاق الھمدانی‘ عن ابی الاحوص عن ابن مسعود قال ﴿وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ قال :الثیاب (٥٥)

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ’’وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا‘‘ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد کپڑے ہیں۔‘‘

۲)امام حاکم نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے یہ روایت اس سند کے ساتھ نقل کی ہے:

اخبرنی عبد اللہ بن محمدالصید لانی ثنا اسمعیل بن قتیبہ ثنا ابو بکر بن ابی شیبہ ثنا شریك عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص عن عبد اللہ ﴿وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ﴾ قال لاخلخال و لا شنف ولا قرط ولا قلادۃ ﴿اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا﴾ قال الثیاب (٥٦)

’’حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے زینت کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد پازیب‘بالیاں اور ہاروغیرہ مراد ہیں اور’’اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا‘‘ سے کپڑے مراد ہیں۔‘‘

پروفیسر صاحب نے اس حدیث کی سند پر دواعتراضات وارد کیے ہیں۔ایک یہ کہ اس کا ایک راوی ابو اسحاق السبیعی مدلس راوی ہے اور عنعنہ سے روایت کر رہا ہے اور دوسرا اعتراض یہ کہ وہ مختلط ہے۔اس سند پر اعتراضات کے حوالے سے پروفیسر صاحب کی خدمت میں ہم چندگزارشات پیش کرتے ہیں۔

ابواسحاق اور تدلیس:

امام حاکم اور امام ذہبی کی تصحیح: اس سند کوامام حاکم نے’’مستدرک حاکم‘‘ میں صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے اپنی’’تلخیص‘‘میں اس سند کے صحیح ہونے میں امام حاکم کی موافقت اختیار کی ہے۔امام حاکم فرماتے ہیں:

هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم و لم یخرجاہ(٥٧) ووافقه الذهبی فی تلخیصه(٥٨)

’’یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے‘اگرچہ انہوں نے اسے اپنی کتاب میں بیان نہیں کیا۔اور امام ذہبی نے بھی اپنی کتاب’’تلخیص‘‘میں امام حاکم کی موافقت اختیار

کی ہے۔''

اس حدیث کی سند حد درجہ صحیح ہے۔ امام ذہبی وہ امام ہیں کہ اگر وہ کسی حدیث کی تصحیح میں امام حاکم کی موافقت اختیار کر لیں تو محقق العصر علامہ البانی جیسے علماء بھی ان کی تحقیق ہی نقل کر دیتے ہیں اور اُس حدیث کی اپنے طور پر تحقیق کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ ثبوت کے لیے ''حجاب المرأة المسلمة'' کا حاشیہ دیکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ البانی نے ''حجاب المرأة المسلمة'' میں ابن مسعودؓ کا قول نقل کرنے کے بعد سکوت اختیار کیا جو اِس بات کی دلیل ہے کہ علامہ البانی نے بھی اس قول کی صحت میں امام ذہبی کی تحقیق پر اعتماد کیا ہے۔

پروفیسر صاحب کی خدمت میں ہم یہی عرض کریں گے کہ وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ ابواسحاق السبیعی مدلس راوی ہے اور مدلس کا عنعنہ قابل قبول نہیں' لیکن امام حاکم اور امام ذہبی جیسے جلیل القدر محدثین اس بات سے بھی خوب واقف تھے کہ فلاں مدلس راوی کا عنعنہ فلاں استاذ سے ہو تو وہ سماعت پر محمول ہوگا۔ یہ اصولِ حدیث کے فن کی وہ باریکیاں ہیں جن کا لحاظ ہمارے ممدوح پروفیسر صاحب نے نہیں رکھا۔ لہٰذا اس حدیث کی صحت کے بارے میں موصوف کی نسبت ہم امام ذہبی اور امام حاکم کی تحقیق پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ اگرچہ امام حاکم اور امام ذہبی کے اس قول کی تصحیح کے بعد کچھ لکھنے کی ضرورت تو نہیں لیکن اطمینانِ قلب کی خاطر ہم مدلس راوی کی معنعن روایات کے بارے میں اہل علم حضرات کی بعض تحقیقات پیش کیے دیتے ہیں۔

ا) **ابواسحاق السبیعی اور امام مسلم**: امام مسلم نے ابواسحاق کے عنعنہ کو اپنی صحیح میں قبول کیا ہے جب کہ صحیح مسلم کی صحت پر اجماع ہے۔

ذیل میں ہم صحیح مسلم کی دو احادیث کی اسناد پیش کیے دیتے ہیں جن میں امام مسلم نے ابواسحاق کا عنعنہ نقل کیا ہے:

(ا) حد ثنا محمد بن المثنی و ابن بشار واللفظ لابن المثنی قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص عن عبد اللہ عن النبی ﷺ انه قال: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ اَحَدًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ)) (٥٩)

(ب) حد ثنا محمد بن المثنی و محمد بن بشار قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص عن عبد اللہ عن النبی ﷺ انه کان

یقول: ((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی)) (٦٠)

اگر مدلس راوی کا عنعنہ مطلقاً نا قابل قبول ہوتا توصحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات نہ ہوتیں۔ صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات کی موجودگی اس بات کی شاہد ہے کہ یہ مسئلہ اتنا سادہ نہیں ہے جتنا پروفیسر صاحب نے سمجھ لیا ہے۔ اہل علم کے ہاں اس کے اصول و ضوابط ہیں جن کے مطابق بعض اوقات مدلس راوی کا عنعنہ بھی قابل قبول ہوتا ہے اور سماع پر محمول کیا جاتا ہے۔

۲) امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:

ان ما فیھما و فی غیرھما من الکتب الصحیحۃ من المدلسین بعن محمول علی ثبوت سماعہ من جھۃ اخری (٦١)

''بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ صحیح کتب میں موجود مدلسین راویوں کی جو روایات ''عن'' سے منقول ہیں ان روایات کا کسی دوسری سند سے سماع ثابت ہوتا ہے''۔

۳) علامہ محمد بن ابراہیم الصنعانی اپنی کتاب تنقیح الانظار میں فرماتے ہیں:

اذا ثبت عن الثقۃ البصیر بالفن الفارس فیہ انہ لا یقبل المدلس بعن ' وان التدلیس عندہ مذموم ' ثم رأیناہ یروی احادیث علی ھذہ الصفۃ ویحکم بصحتھا کان نصہ علی عدم قبولھا یدل علی انہ قد عرف اتصالھا من غیر تلک الطریق (٦٢)

''جب ثقہ اور فن کے ماہر سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ مدلس کا عنعنہ قبول نہیں کرتا اور تدلیس اس کے نزدیک مذموم ہے' پھر ہم دیکھیں کہ وہ مدلس راویوں کے عنعنہ کے ساتھ روایات نقل کرتا ہے اور ان کی صحت کا حکم لگاتا ہے' جبکہ وہ روایات نا قابل قبول ہوں' تو یہ طرزِ عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ روایات ایک دوسری سند سے متصل ہیں''۔

ابو اسحاق اور اختلاط

پروفیسر صاحب نے ابو اسحاق السبیعی پر مختلط ہونے کا عیب تو لگایا ہے لیکن زمانۂ اختلاط کا تذکرہ گول کر گئے ہیں۔ ابو اسحاق اپنے آخری زمانے میں مختلط ہو گیا تھا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

مکثر ' ثقۃ' عابد ' من الثالثۃ ' اختلط بآخرہ (٦٣)

''کثرت سے روایت کرنے والا ہے' ثقہ ہے' عابد ہے' تیسرے طبقے کا راوی ہے' اپنے آخری زمانے میں مختلط ہو گیا تھا''۔

اور امام ذہبی نے تو اس کے اختلاط کا بھی انکار کیا ہے۔ امام ذہبی ابو اسحاق السبیعی کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

من ائمة التابعين بالكوفة و اثباتهم الا انه شاخ و نسى و لم يختلط (٦٤)

''کوفہ کے تابعی اماموں میں سے ہیں اور ثابتین میں سے ہیں' مگر بوڑھا ہونے کی وجہ سے بھول جاتے تھے اور مختلط نہ تھے۔''

دوسری بات یہ ہے کہ مختلط کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ اختلاط سے پہلے کی روایات قابل قبول ہیں جبکہ اختلاط کے بعد کی روایات قابل ردّ ہیں۔ اور ابو اسحاق السبیعی جب اپنی عمر کے آخری حصے میں مختلط ہو گیا تو اس کے زمانۂ اختلاط میں صرف سفیان بن عیینہ نے اس سے روایات بیان کی ہیں' اس لیے ابو اسحاق کی وہ روایات جو سفیان بن عیینہ سے منقول ہیں وہ مردود ہوں گی اور اس کے ماسوا کی روایات قابل قبول ہوں گی۔ امام ذہبی فرماتے ہیں:

وقال الفسوی : قال ابن عيينة حدثنا ابو اسحاق فی المسجد ليس معنا ثالث ' و قال الفسوی: فقال بعض اهل العلم كان قد اختلط و انما تركوه مع ابن عيينة لاختلاطه (٦٥)

''فسوی نے کہا کہ ابن عیینہ نے کہا کہ ابو اسحاق مسجد میں ہمیں حدیث بیان کرتے تھے اور ہمارے ساتھ کوئی تیسرا نہ ہوتا تھا۔ اور فسوی نے کہا کہ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ وہ مختلط ہو گیا تھا اور اہل علم نے اس کے اختلاط کی وجہ سے اس کی ان روایات کو لینا چھوڑ دیا جو کہ وہ ابن عیینہ سے بیان کرتا تھا۔''

٦) آیت کا سیاق وسباق

آیت کے اس حصے ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ﴾ میں مؤمن عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں' تا کہ ان کے پاؤں یا چال کی زینت یا پازیب وغیرہ کی جھنکار سن کر مَرد اُن کی طرف متوجہ نہ ہوں' کیونکہ اس طرح عورت کی یہ مخفی زینت ظاہر ہو کر مَردوں کے لیے فتنے کا باعث بن جاتی ہے۔ جو شریعت مطہرہ فتنے کے اندیشے کو بھی ختم کرنے کے لیے عورتوں کو پاؤں زمین پر مار کر چلنے سے روک رہی ہے اس شریعت کے بارے میں یہ گمان رکھنا کہ وہ اسی آیت میں عورتوں کو

چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دے رہی ہے' ایک عام انسان کی سمجھ سے بالاتر بات ہے۔ چہرے کی زینت بہرحال قدموں کی چاپ اور انداز کی زینت سے بہت بڑھ کر ہے' اس لیے ''اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنۡھَا'' کے ذریعے چہرے کا مستثنیٰ کرنا قرآن کے سیاق وسباق کے خلاف ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ)) قالت ام سلمة یا رسول الله فكيف تصنع النساء بذيولهن؟ قال :((تُرْخِيْنَهٗ شِبْرًا)) قالت : اذا تنكشف اقدامهن؟ قال :((تُرْخِيْنَهٗ ذِرَاعًا لَا تَزِدْنَ عَلَيْهِ)) (٦٦)

''جس نے تکبر کے ساتھ اپنے کپڑے کو لٹکایا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کی طرف نظر کرم نہیں فرمائیں گے۔'' تو اُمّ سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! عورتیں اپنے پلو (کپڑے کا نچلا کنارا) کا کیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ''تم عورتیں اسے ایک بالشت لٹکا لیا کرو۔'' حضرت اُمّ سلمہ نے عرض کی: تب تو ان کے پاؤں کھل جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''تم عورتیں اپنے پلو کو ایک ہاتھ لٹکا لیا کرو اور اس سے زیادہ نہ لٹکاؤ۔''

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا پاؤں کھلے رہ جانے کے بارے میں سوال کرنا اور آپؐ کا ان کو جواب دینا یہ ظاہر کر رہا ہے کہ پاؤں کا ڈھانپنا بھی واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ البانی نے بھی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے پاؤں کے ڈھانپنے کو واجب قرار دیا ہے اور عورت کے پاؤں کو اس کے ستر میں شمار کیا ہے۔ جب پاؤں ڈھانپنے کی اس قدر تاکید قرآن وسنت میں ہے تو چہرہ ڈھانپنے کے بارے میں قرآن وسنت کیسے خاموش رہ سکتے ہیں!

۷) حضرات عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے اقوال

حضرات ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کے حوالے سے پروفیسر صاحب نے جو دو اقوال نقل کیے ہیں' کیا ہی اچھا ہوتا کہ موصوف ان کی سند بھی بیان کر دیتے جو کہ ایک تحقیقی مضمون کا لازمی تقاضا ہے۔

ابن عباسؓ کا قول: جہاں تک ابن عباسؓ کے قول کا تعلق ہے' اس کی دو اسناد کا ہم ذکر کر دیتے ہیں:

۱) حدثنا ابو كريب قال حدثنا مروان قال حدثنا مسلم الملائی عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال'' وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' قال : الكحل

و الخاتم(٦٧)

''ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے '' وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا '' کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد سرمہ اور انگوٹھی ہے''۔

اس کی سند میں مسلم الملائی راوی ضعیف ہے۔ امام مزی مسلم الملائی کے ترجمے میں علمائے جرح و تعدیل کے اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال عمرو بن علی :و هو منکر الحدیث جدا' و قال ابوبکربن ابی خیثمة عن یحی بن معین :یقال انه اختلط' و قال ابو زرعة :ضعیف الحدیث ' و قال ابو حاتم : یتکلمون فیه و هو ضعیف الحدیث ' وقال البخاری: یتکلمون فیه' وقال ابو داوٗد :لیس بشیء' وقال الترمذی: ضعیف' وقال النسائی : لیس بثقة(٦٨)

''عمرو بن علی نے کہا کہ وہ بہت زیادہ منکر الحدیث ہے۔ ابن ابی خیثمہ یحیٰی بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مختلط ہے۔ ابوزرعہ نے کہا کہ ضعیف الحدیث ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ محدثین اس کے بارے میں کلام کرتے ہیں اور وہ ضعیف الحدیث ہے۔ بخاری نے کہا کہ اس کے بارے میں کلام ہے۔ ابوداوٗد نے کہا کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ترمذی نے کہا ضعیف ہے' نسائی نے کہا ثقہ نہیں ہے''۔

٢) امام بیہقی نے اس روایت کو درج ذیل سند کے ساتھ بیان کیا ہے:

اخبرنا ابو عبد الله الحافظ و سعید بن ابی عمرو' قالا حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب قال حدثنا احمد بن عبد الجبار قال حدثنا حفص بن غیاث عن عبد الله بن مسلم بن هرمزعن سعید بن جبیر عن ابن عبا س قال ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ قال :ما فی الکف و الوجه(٦٩)

''حضرت سعید بن جبیر' ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ''وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ...... '' کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے وہ چیز جو ہتھیلی یا چہرے میں ہو۔''

اس حدیث کی سند میں احمد بن عبدالجبار اور عبداللہ بن مسلم بن ہرمز دو راوی ضعیف ہیں۔

احمد بن عبدالجبار کے ترجمے میں امام مزی لکھتے ہیں:

قال محمد بن عبد الله الحضرمی : کان یکذب' وقال الحاکم ابو عبدالله الحافظ : لیس بالقوی عندھم' وقال ابو احمد ابن عدی: رأیت اھل العراق مجمعین علی ضعفه(۷۰)

''محمد بن عبداللہ الحضرمی نے کہا کہ وہ جھوٹا تھا۔ابوعبداللہ حافظ نے کہا کہ محدثین کے نزدیک وہ قوی نہیں ہے۔ابن عدی نے کہا کہ میں نے اہل عراق کو دیکھا کہ وہ احمد بن عبدالجبار کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں''۔

ابن عمرؓ کا قول: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے قول کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں درج ذیل سند کے ساتھ نقل کیا ہے:

شبابة بن سوار قال نا ھشام بن الغاز قال نا نافع قال ابن عمر: الزینة الظاھرة الوجه و الکفان (۷۱)

''حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ زینتِ ظاہرہ سے مراد چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں ہیں''۔

اس حدیث کی سند میں شبابہ بن سوار راوی ایسا ہے جس کی تضعیف اور توثیق میں علمائے جرح وتعدیل کے درمیان اختلاف ہے۔ یہ شخص عقیدے کے اعتبار سے مرجئی تھا اور اپنے اس بدعتی عقیدے کی طرف داعی بھی تھا جس کی وجہ سے امام اہل سنت امام احمد بن حنبل جیسے جلیل القدر محدثین نے اس کی احادیث کو مردود قرار دیا ہے۔

امام مزی شبابہ بن سوار کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

قال ابو حاتم : صدوق یکتب حدیثه ولا یحتج به' قال احمد بن ابی یحیی سمعت احمد بن حنبل و ذکر شبابة فقال ترکته لم اکتب عنه للارجاء (۷۲)

اگر ابن عمرؓ کا یہ قول صحیح ثابت ہو بھی جائے تو پھر بھی یا تو قرآن کے سیاق وسباق کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ قول ردّ کر دیا جائے گا یا اس سے کسی اضطراری حالت میں چہرے کا کھولنا مراد ہوگا۔ جیسا کہ طبیب وغیرہ کے سامنے' یا پھر لاشعوری کیفیت میں مثلاً ہوا کی حرکت سے چہرے سے کپڑے کا سرک جانا وغیرہ۔

۸) تفسیرِ صحابی اور قرآن کا سیاق وسباق

چونکہ صحابی کی ایسی تفسیر جو کہ اجتہاد کے قبیل سے ہو حجت نہیں ہے' اس لیے اگر ابن

عباسؓ کے مذکورہ بالا قول کی صحت ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی یہ قول نا قابل قبول ہوگا' کیونکہ ابن عباسؓ کی اس تفسیر کا تعلق اجتہاد سے ہے اور یہ قرآن کے سیاق وسباق کے خلاف ہے' جیسا کہ ہم اوپر تذکرہ کر چکے ہیں کہ "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" سے چہرہ مراد لینا "وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ" اور "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ" اور "وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ" کے خلاف ہے۔ اور ایسی تفسیر بھی جو کہ کسی عالم کے قول پر مشتمل ہو اور قرآن کے سیاق وسباق کے خلاف ہو' صحیح نہ ہوگی۔ علامہ شنقیطی اسی آیت کی تفسیر میں ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کے ان اقوال کو (اگر وہ صحیح سند سے ثابت ہو جائیں) رد کرتے ہوئے اصول تفسیر کے اس قاعدے کو بیان فرماتے ہیں:

و ان من انواع البیان التی تضمنهاان یقول بعض العلماء فی الآیة قولا وتکو ن فی نفس الآیة قرینة دالةعلی عدم صحة ذلك القول (۷۳)

"اور انواع البیان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی آیت کے بارے میں بعض علماء کا کوئی قول نقل ہوا ہو حالانکہ خود آیت میں کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو اس قول کے عدم صحت پر دلالت کررہا ہو۔"

۹) اگر زینت سے مراد چہرہ لیا جائے!

اگر اس تفسیر کو صحیح مان بھی لیا جائے کہ "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" میں چہرہ بھی داخل ہے تب بھی اس سے وہ معنی نہیں نکلتا جو پروفیسر صاحب نکالنا چاہتے ہیں' کیونکہ "ظَهَرَ" فعل لازم ہے۔ چنانچہ زیادہ سے زیادہ اس کا معنی یہ ہوگا کہ اگر ہوا یا کسی حرکت کی وجہ سے کپڑوں کو سنبھالتے ہوئے کبھی چہرہ کھل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ مشہور مفسر ابن عطیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

و یظهر لی بحکم الفاظ الآیة ان المرأة مأمورة بألا تبدی و ان تجتهد فی الاخفاء لکل ما هو زینة ویقع الاستثناء فی کل ما غلبها فظهر بحکم ضرورة حرکته فیما لا بدا منها او اصلاح شان فما ظهر علی هذا الوجه فهو المعفی عنه (۷۴)

"آیت کے الفاظ سے مجھے یہ لگتا ہے کہ عورت کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے اور ہر قسم کی زینت کو اچھی طرح سے چھپانے کی کوشش کرے۔

اور استثناء سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عورت پر غالب آ جائے‘ مثلاً عورت کوئی ضروری حرکت کرے یا اپنا حلیہ ٹھیک کرنے کی وجہ سے اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر ہو جائے تو وہ معاف ہے“۔

۱۰) سورۃ النور کی آیت کا موقع ومحل

سورۃ النور کی پردے کی آیات گھر کے اندر کے پردے کے متعلق ہیں نہ کہ گھر کے باہر کے پردے کے‘ جبکہ گھر سے باہر پردے کا ذکر سورۃ الاحزاب کی آیات میں ہے۔ یہ وہ فرق ہے جس کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے بہت سارے علماء نے اس آیت کی تفسیر میں ٹھوکر کھائی۔ مولانا امین احسن اصلاحی قرآن میں ستر وحجاب کے احکامات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کر کے گھروں کے اندر آنے جانے سے متعلق دیے گئے ہیں اور جن میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے کسی بھائی کے گھر داخل ہو تو اس کو کن آداب وقواعد کی پابندی کرنی چاہیے اور گھر کی عورتوں پر ایسی صورت میں کیا پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ احکام سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں“۔ (۷۵)

یعنی اس آیۂ مبارکہ میں گھر میں کثرت سے داخل ہونے والے نامحرم رشتہ دار مثلاً بہنوئی‘ داماد‘ خالو‘ پھوپھا وغیرہ کے بارے میں گھر کی خواتین کو کچھ اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں۔ چونکہ گھر میں رہتے ہوئے ان قریبی رشتہ داروں کے سامنے زینت کے اظہار کا امکان زیادہ تھا اس لیے خواتین کو ان حضرات کے سامنے زینت کے اظہار سے روک دیا گیا اور گھر کے دوسرے محرم رشتہ داروں کی فہرست بھی ساتھ ہی بیان کر دی گئی کہ جن کے سامنے زینت کا اظہار جائز ہے۔ تاہم ابن عباسؓ کے نزدیک اس آیت کا موقع ومحل تو گھر ہی ہے لیکن یہ آیت ان قریبی محرم رشتہ داروں (شوہر کے علاوہ) کے بارے میں ہے کہ جن کے سامنے زینت کا اظہار کسی حد تک جائز ہے۔ ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں ابن عباسؓ کا قول نقل کرتے ہیں:

حدثنی علی قال ثنی عبدالله قال ثنی معاویة عن علی عن ابن عباس قوله ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ قال : الزينة الظاهرة والوجه‘ وكحل العين وخضاب الكف والخاتم فهذه تظهر فی بيتها لمن دخل من الناس عليها (۷۶)

''حضرت ابن عباسؓ ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ زینت سے مراد ظاہری زینت ہے اور چہرہ' آنکھوں کا سرمہ' ہاتھ کی مہندی اور انگوٹھی بھی اس میں شامل ہیں اور یہ زینت وہ ہے جو عورت ان قریبی محرم رشتہ داروں (شوہر کے علاوہ) کے سامنے ظاہر کرتی ہے جو کہ اکثر گھر میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔''

مراد یہ ہے کہ یہ وہ زینت ہے جس کے ظاہر ہونے کا امکان گھر میں آنے جانے والے قریبی محرم رشتہ داروں کے سامنے زیادہ ہوتا ہے' لہٰذا استثناء سے مراد وہ قریبی محارم ہیں جو کہ شوہر کے علاوہ ہیں اور جن کے سامنے اس زینت کا اظہار عورت کے لیے جائز ہے۔

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں' لیکن یہ روایت منقطع ہے۔ علی بن ابی طلحہ اور ابن عباس کے درمیان ایک راوی مجاہد بن جبیر مکی گر گیا ہے۔ یہ راوی بھی ثقہ ہے۔ امام ترمذی علی بن ابی طلحہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

روی عن عبد الله بن عباس مرسل بینهما مجاهد

''اس نے ابن عباس سے مرسل روایات بیان کی ہیں لیکن ان دونوں کے درمیان مجاہد بن جبیر راوی گرا ہوا ہے''۔

قال ابن طهمان عن بن معین لم یسمع عن ابن عباس شیأ فروی مرسلا(۷۷)

''ابن طہمان نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ علی نے ابن عباس سے کچھ نہیں سنا' بلکہ ابن عباس سے مرسل روایت نقل کرتا ہے''۔

(جاری ہے)

حواشی

۵۰) اضواء البیان' علامہ شنقیطی' ج۶' ص ۱۹۸۔

۵۱) الموافقات' امام شاطبی' ج۲' ص ۱۲۔

۵۲) صحیح البخاری' کتاب الحج' باب حج المرأة عن الرجل۔

۵۳) صحیح البخاری' کتاب التفسیر' باب ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾

۵۴) فتح الباری' ج۸' ص ۴۹۰' المکتبة السلفیة۔

۵۵) تفسیر طبری' ابن جریر طبری' ج۹' ص ۳۰۴۔

۵۶) المستدرك على الصحيحين' ج۲' ص ۳۹۷' مکتب المطبوعات الاسلامیة' بیروت۔

۵۷) المستدرك على الصحيحين' ج۲' ص ۳۹۷' مکتب المطبوعات الاسلامیة' بیروت۔

٥٨) تلفیق الذھبی علی المستدرک' ج٢' ص ٣٩٧' بیروت۔

٥٩) صحیح مسلم' کتاب فضائل الصحابة' باب فضائل ابی بکر الصدیق ؓ۔

٦٠) صحیح مسلم' کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار' باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم یعمل۔

٦١) المنهاج بشرح صحیح مسلم' امام نووی ج١' ص ٣٣' دارالفکر بیروت۔

٦٢) تنقیح الانظار' علامه محمد بن ابراهیم الصنعانی' ج١' ص ٣٥۔

٦٣) تقریب التهذیب' ج٢' ص ٧٣۔

٦٤) میزان الاعتدال ابوعبدالله محمد بن احمد الذهبی' ج٤' ص ٢٧٠' دار المعرفة بیروت۔

٦٥) میزان الاعتدال' ابوعبدالله محمد بن احمد الذهبی' ج٤' ص ٢٧٠۔

٦٦) رواه النسائی' کتاب الزینة' باب ذیول النساء۔

٦٧) تفسیر طبری' علامه ابن جریر طبری' ج٩' ص ٣٠٤۔

٦٨) تهذیب الکمال' جمال الدین یوسف المزی' ج٧' ص ١٠٣' مؤسسة الرسالة' بیروت۔

٦٩) السنن الکبری' امام بیهقی' کتاب النکاح' باب ما تبدی المرأة من زینتها۔

٧٠) تهذیب الکمال' امام مزی' ج١' ص ٥٤۔

٧١) مصنف ابن ابی شیبة' کتاب النکاح' باب ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾

٧٢) تهذیب الکمال' ج٣' ص ٣٥٩' امام مزی۔

٧٣) اضواء البیان' علامه شنقیطی' ج٦' ص ١٩٨۔

٧٤) ابن عطیه الاندلسی المحرر الوجیز' ج١٠' ص ٤٨٨' ٤٨٩۔

٧٥) پردہ اور قرآن' مولانا امین احسن اصلاحی' ص ٧۔

٧٦) تفسیر الطبری' ابن جریر طبری' ج٩' ص ٣٠٥۔

٧٧) تهذیب الکمال' امام مزی' ج٥' ص ٢٦٢۔

فرمان نبوی ﷺ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے"

(رواہ البخاری' عن عثمان بن عفان ؓ)